Department of Urdu
S.S.A's Arts & Commerce College Solapur

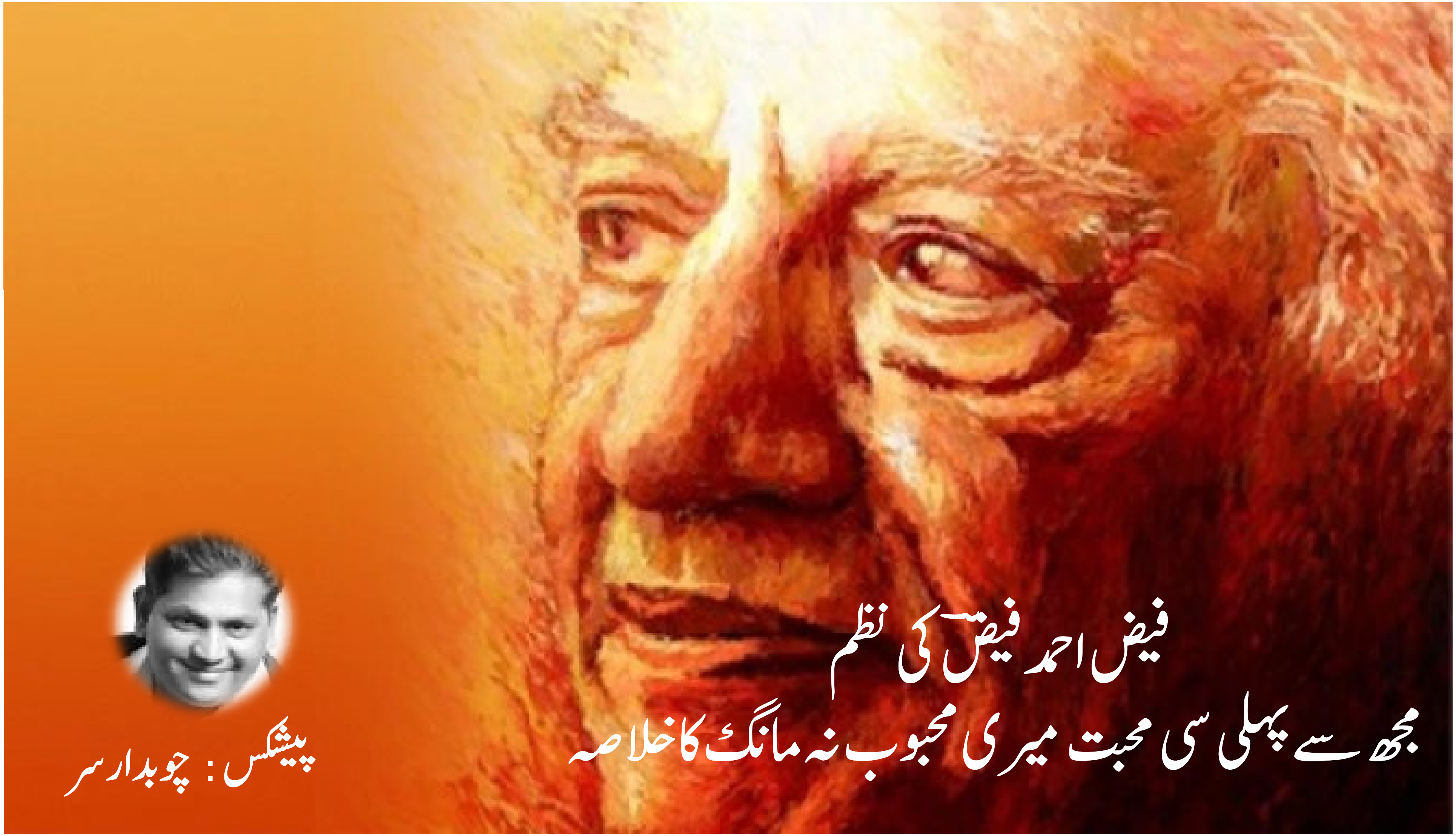

نظم : مجھ سے پہلی سی محبت میری محبوب نہ مانگ۔ (فیضؔ احمد فیضؔ) خلاصہ

خلاصہ : یہ نظم فیض احمد فیض کے مجموعۂ کلام "نقشِ فریادی" سے ماخوز ہے۔اس نظم سے فیضؔ کی شاعری میں ایک نیا موڑ آتا دکھائی دیتا ہے۔ فیضؔ خالص رومان اور جمالیاتی اقدار کے شاعر تھے۔اس نظم کے ذریعے پہلی مرتبہ ان کی شاعری میں حقیقت پسندانہ خیالات کا اظہار ہوتا ہے۔اس نظم میں انھوں نے محبوب کے حسن و جمال ہی پر نہیں بلکہ زندگی کی تلخ حقیقتوں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ یہ ایک اشتر کی نظم ہے۔ جس میں رومانوی انداز میں ترقی پسند رجحان کی ترجمانی کی گئی ہے۔

نظم کا عنوان "مجھ سے پہلی سے محبت میری محبوب نہ مانگ" ہے اور یہی نظم کا پہلا اور آخری مصرع ہے۔ یہ تین بندوں پر مشتمل پابند نظم ہے۔پہلے بند کا آخری مصرع "تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے۔" ہندوستانی فلم ،"چراغ" کے ایک گیت میں مکھڑے کے طور پر استعمال یا گیا ہے۔ گیت کے ابتدائی مصرعے درج ذیل ہیں۔

نظم : مجھ سے پہلی سی محبت میری محبوب نہ مانگ۔ (فیض احمد فیضؔ) خلاصہ

پہلے بند کے مطالعے سے لگتا ہے کہ شاعر کی زندگی کا محور، اس کی زندگی کی ہر تان، اُس کے محبوب پر ہی ٹوٹتی تھی۔ وہ سمجھتا تھا کہ محبوب ہے تو زندگی درخشاں ہے اور محبوب ہی کی وجہ سے زندگی میں رونق ہے اور خوشیاں ہیں۔ غمِ جاناں یعنی معشوق کا غم ہی اس کی نظر میں دُنیا کا سب سے عظیم غم تھا۔ غم دوراں یعنی دنیا کا غم اُس کی نظر میں ثانوی حیثیت رکھتا تھا۔ شاعر محبوب سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ تیرے وجود سے دُنیا میں بہاروں کی پائیداری ہے۔ یعنی تیری بدولت دنیا میں خوشیاں ہیں۔ رونقیں ہیں۔ ہنگامہ ہیں۔ زندگی میں جوش ہے۔ اگر اس دنیا میں دیکھنے لائق کوئی چیز میرے لیے ہے تو وہ تیری خوبصورت آنکھیں ہیں۔ غرض پہلا بند اس بات کا ترجمان ہے کہ شاعر پوری طرح محبوب کے عشق میں ڈوب گیا ہے۔

نظم : مجھ سے پہلی سی محبت میری محبوب نہ مانگ۔(فیض احمد فیضؔ) خلاصہ

شاعر دوسرے بند میں بھی محبوب ہی کو خطاب کرکے کہتا ہے کہ اگر تو مجھے مل جائے گا تو میری تقدیر نگوں ہو جائے گی۔ ایسا نہیں تھا کہ میں نے صرف اس طرح چاہا تھا کہ ایسا ہو جائے۔ اس دنیا میں تیری محبت کو پانے کے علاوہ وہ اور بھی بے شمار دکھ ہیں۔ تجھ سے ملنا ہی اس دُنیا کی سب سے بڑی خوشی نہیں ہے بلکہ تیرے وصال سے بڑھ کر اور بہت سی راحتیں اس دُنیا میں موجود ہیں اور تیری جدائی کا غم ہی میری زندگی کا سب سے گہرا غم نہیں ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اس دنیا میں شدید غم ہیں یعنی اس بند میں شاعر کے خیالات میں تبدیلی آئی ہوئی ہے۔ اب اسے یوں محسوس ہوتا ہے کہ دنیا میں محبت ہی سب سے بڑا غم نہیں ہے۔ محبوب کا وصل ہی دُنیا کی سب سے بڑی راحت و سکون نہیں ہے۔ بلکہ دنیا میں اور بہت سے غم، مصائب و تکالیف ہیں۔ جن کا حل ڈھونڈنا بھی ایک بڑی راحت ہے۔

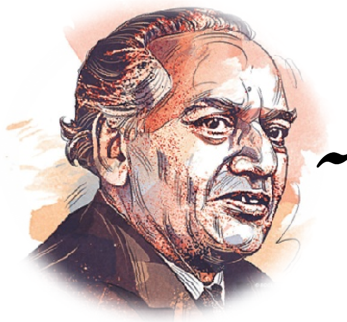

نظم : مجھ سے پہلی سی محبت میری محبوب نہ مانگ۔ (فیض احمد فیضؔ) خلاصہ

اور بھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا

راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت کے سوا

مثلاً : معاشرے میں صدیوں سے غریب افراد ظلم کا شکار ہو رہے ہیں۔ جہاں ریشم اطلس و کمخواب کے بنے ہوئے لباسوں میں دوشیزاوں (لڑکیوں) کو فروخت کیا جاتا ہے۔ جہاں ہر آنے جانے والا اپنا حکم اُن دوشیزاؤں پر چلاتا ہے۔ ان بازاروں اور گلی کوچوں میں یہ دوشیزائیں خاک میں لُتھری ہوئی اور خون میں نہائی ہوئی ہیں۔

نظم : مجھ سے پہلی سی محبت میری محبوب نہ مانگ۔ (فیض احمد فیضؔ) خلاصہ

تیسرے بند میں بھی شاعر نے اس تلخ حقیقت کو منکشف کیا ہے کہ کس طرح ایک مُٹھی بھر دولت مند لوگ اور بر سر اقتدار شخصیتیں اپنے اثر ورسوخ کا غلط استعمال کر کے معاشرے کے غریب و نادر طبقے پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں۔اُن کی محنت کی انھیں صحیح اجرت نہیں دیتے۔ جس کے سبب یہ غریب لوگ پیٹ بھر کر کھانا بھی نہیں کھا سکتے۔جس کے نتیجہ میں وہ مختلف مہلک امراض کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان کے جسم امراض کے تنوروں سے نکلے معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے زخموں سے پیپ بہتا ہے۔ شاعر کی نظر معاشرے کے ان غریب افراد کے مسائل پر پڑتی ہے۔ تو معشوق کا حسن ،دلکش ہونے کے باوجود بھی اُسے اس میں کوئی کشش محسوس نہیں ہوتی اور وہ سوچتا ہے کہ محبت کہ دکھ سے بڑھ کر بھی دُنیا میں دوسرے بڑے دکھ، رنج و پریشانیاں ہیں۔ جن کا حل تلاش کرنے میں راحت ہے۔ جو محبوب کے وصل کی راحت سے بھی بڑھ کر ہیں۔اس لیے شاعر اپنی محبوب سے کہہ رہا ہے میں نے کبھی تمہیں بے حد چاہا ہو گا۔ لیکن اب غم دوراں نے مجھے اتنا پریشان کیا ہے کہ اب میں تجھ سے پہلی سی محبت نہیں کر سکتا۔

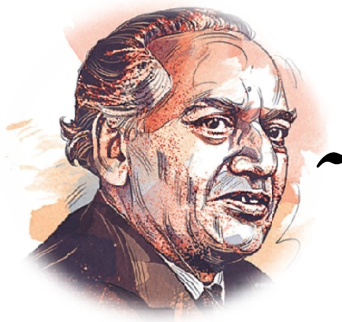

نظم : مجھ سے پہلی سی محبت میری محبوب نہ مانگ۔ (فیض احمد فیضؔ) خلاصہ

غرض شاعر کہنا چاہتا ہے کہ انسان کو اپنی ذاتی خواہشات کو قوم وملک اور انسانیت کی خواہشات پر قربان کرنا چاہیے۔ انسانیت کی فلاح و بہبود میں ہی انسان کی خوشی ہے۔ اپنے لیے جینے والا انسان خود غرض ہوتا ہے۔ ایسے انسان انسانیت اور سماج کے لیے نقصان دہ ہیں۔

☆☆☆

پیشکش : چوبدار محمد شفیع